عالم برزخ اور عذاب قبر کا ثبوت ۲۶ قرآنی آیات مبارکہ کی روشنی میں: ایک تجزیاتی مطالعہ

The tormentation faced by the clads in the purgatory in the light of 26 verses of the Holy Quran: An analytical study

ڈاکٹر صالح الدین حقانی *

--------- **

Abstract:

Holy Quran is the revealed book of Allah Almighty. This holy book has described the fundamental principles for the guidance and success of Human beings. One of the fundamental beliefs is that of life herein after (Akhirat). Allah Almighty has described several stages for the same life. The first destination of man purgatory which is like an interval between death and resurrection. This destination is the beginning point of the graciousness and severe pain in the life herein after.

In the article under reference efforts have been made to explore and highlight the Quranic view point about purgatory (the interval between death and resurrection).

واضح رہے کہ اسلامی شریعت نے ایسی کوئی بات نہیں بتائی جس کو عقلیں محال جانیں اور وہ اس کے محال ہونے پر قطعی حکم دے سکیں بلکہ شریعت کی خبر دینا دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک تو وہ جس پر عقل اور فطرت گواہی دے۔دوسرے وہ جن کو محض عقلیں دریافت نہ کر سکیں مثلاً غیب کی وہ باتیں جو محمد ﷺ

* چیئرمین شعبۂ اسلامیات، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان۔

** ---------------

نے عالم برزخ، قیامت اور عذاب کے متعلق مفصل بیان فرمائی ہیں جو عقلاً تو محال نہیں مگر وہاں تک عقل کی خود درسائی نہیں وہ وحی کی محتاج ہے۔

زیر نظر آرٹیکل میں ایسے نصوص کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس سے موضوع زیر نظر کی حقیقت کھل کر سامنے آئے گی۔

علامہ ابن تیمیہ[۱] نے فرمایا ہے کہ آخرت پر ایمان کے لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان ان تمام باتوں پر ایمان لے آئے جن کی خبر سیدنا محمد ﷺ نے دی ہے، جن میں سے موت کے بعد کے احوال بھی ہیں، یعنی قبر میں سوال وجواب، عذابِ قبر اور اس کی نعمتوں پر ایمان لے آئے۔[۲]

علامہ ابن قیم[۳] نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے تین ادوار بنائے: دارِ دنیا، دارِ برزخ اور دارِ آخرت۔ ہر ایک دور کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص احکام مقرر کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جسم اور روح سے مرکب کر کے بنایا ہے تو دنیا کے احکام کا مکلّف بدن ہے اور روح اس کی تابع ہے، برزخ کے احکام روح کے لیے ہوتے ہیں بدن اس کی تابع ہوتی ہے اور حشر کے دن لوگ جب اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے تو نعمتیں یا عذاب روح اور بدن دونوں کے لیے ہو گا۔[۴]

لفظ برزخ کی لغوی تعریف:

برزخ ایک مشہور عالم ہے جو خالص عالمِ معانی اور اجسام مادیہ کے درمیان ہے جہاں پر انسان جب پہنچتا ہے تو عبادات اپنی مناسبت سے اجسام بن جاتی ہیں۔ برزخ خیالِ منفصل اور دو چیزوں کے درمیان حائل کو کہا جاتا ہے، اسے عالَمِ مثال سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ عالمِ اجسامِ کثیف اور عالمِ ارواحِ مجردہ یعنی دنیا اور آخرت کے درمیان حائل ہے۔[۵]

برزخ لغت میں دو چیزوں کے درمیان حائل اور حد کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں یہ وہ عالَم ہے جو آدمی اور قیامت میں بلند مراتب تک پہنچنے کے درمیان حائل ہے۔ اہلِ حقیقت کی عرف میں یہ مشہور عالَم ہے جو خالص عالمِ معانی اور اجسامِ مادیہ کے درمیان ہے۔ دمرداش نے کہا ہے کہ برزخ عالمِ خیال، عالَم مثال اور عالمِ سمسمہ ہے۔[۶]

برزخ دو چیزوں کے درمیان چیز کو کہا جاتا ہے۔ صحاح میں ہے کہ دو چیزوں کے درمیان حائل کو برزخ کہا جاتا ہے۔ دنیا اور آخرت کے درمیان اور حشر سے پہلے موت کے وقت سے لے کر حشر تک کے وقت کو برزخ کہا جاتا ہے۔ جو انسان مر گیا تو وہ برزخ میں داخل ہو گیا۔[۷]

قبر کی تعریف:

قبر مردہ کی جائے قرار کو کہا جاتا ہے۔ یہ اصل میں مصدر ہے، جب آپ کسی کو دفن کریں تو کہیں گے :قبرتہ۔ یہاں قبر بمعنی مقبور فیہ ہے۔[۸]

قرآن کریم کی چھتیس آیات مبارکہ سے عالم برزخ کا ثبوت:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

1۔﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾[۹]

"کس طرح کافر ہوتے ہو خدا تعالیٰ سے حالانکہ تم بے جان تھے پھر زندہ کر دیا تم کو پھر مارے گا تم کو پھر زندہ کیا جائے گا تم کو۔ پھر اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر فرماتے ہیں تم آباء کی پشتوں میں نطفہ کی شکل میں غیر معروف اور غیر مذکور پڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کامل انسان کی صورت میں زندہ کیا، پھر تمہاری ارواح کو قبض کر کے برزخ میں حشر تک غیر معروف اور غیر مذکور بوسیدہ بنادے گا، پھر حشر اور قیامت کے لیے تمہارے اندر روح پھونک کر زندہ فرمائے گا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو حشر سے پہلے قبروں میں زندہ فرمادے گا پھر حساب کے لیے ان کا حشر فرمادے گا۔[۱۰]

۲۔﴿ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾[۱۱]

اور نہ کہو ان کو جو مارے گئے خدا کی راہ میں کہ مردے ہیں بلکہ وہ زندے ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔"

اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کیے جانے والوں کو مردے نہ کہو اس لیے کہ میری مخلوق میں مردہ وہی ہوتا ہے جس کی زندگی میں سلب کر دوں اور اس کے حواس معدوم کر دوں، وہ نہ کسی چیز سے لذت لے

سکتا ہے اور نہ نعمت کا ادراک کر سکتا ہے۔ اور میرے بندوں میں سے جو کوئی میرے راستے میں قتل کیا جائے گا تو وہ میرے نزدیک زندہ ہیں۔ وہ زندگی کی نعمتوں، خوشگوار عیش اور پُر لطف کھانوں میں مصروف ہیں۔ میں اپنی فضل سے ان کو جو کچھ دیتا ہوں اس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ مجاہد سے روایت ہے کہ وہ جنت کے میوؤں میں سے کھاتے ہیں اور جنت کی خوشبو سونگھتے ہیں حالانکہ وہ جنت کے اندر گئے نہیں ہیں۔"[۱۲]

اللہ تعالیٰ جب ان کو موت کے بعد زندہ فرمائے گا تو ان کو رزق بھی دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، تو یہ بھی جائز ہے کہ کافروں کو زندہ کرے تاکہ ان کو عذاب دے۔ اس آیت میں عذابِ قبر کی دلیل ہے اور شہداء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ آیت کا یہ معنی نہیں کہ عنقریب ان کو زندہ فرمائے گا، اگر ایسا ہوتا تو شہداء اور دوسرے مُردوں کے درمیان کوئی فرق نہ ہوتا اس لیے عنقریب ان کو بھی زندہ کر دیا جائے گا، اس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿ وَلَكِنْ لا تَشْعُرُونَ﴾ دلالت کرتی ہے اس لیے کہ مومن تو جانتے ہیں کہ ان کو عنقریب زندہ کیا جائے گا۔"[۱۳]

۳۔ ﴿أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾[۱۴]

"میں بنا دیتا ہوں تم کو گارے سے پرندے کی شکل پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو ہو جاتا ہے اُڑتا پرندہ اللہ کے حکم سے اور اچھا کرتا ہوں کوڑھ کے مریض کو اور زندہ کرتا ہوں مُردے اللہ کے حکم سے"

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ یہ بھی عطا فرمایا تھا کہ آپ مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ آپ علیہ السلام نے تین مُردوں کو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے زندہ کیا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ تو ان مُردوں کو زندہ دیتے ہیں جو ابھی ابھی مر چکے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ مرے نہ ہوں بلکہ ان کو سکتہ کی بیماری لاحق ہو چکی ہو لہٰذا ہمارے لیے سام بن نوح علیہ السلام کو زندہ کیجئے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ان کی قبر بتایئے تو قوم آپ علیہ السلام کے ساتھ نکلی اور ان کی قبر تک پہنچے۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کیا تو سام بن نوح علیہ السلام اس حالت میں قبر سے نکلے کہ سر کے بال سفید ہو چکے تھے تو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تمہارے سر کے بال سفید کیوں ہیں حالانکہ آپ کے زمانے میں بڑھاپا نہیں تھا؟ انہوں نے کہا کہ اے روح اللہ! آپ نے مجھے بلایا تو میں نے ایسی آواز سنی کہ روح اللہ کا بلاوا پورا کر لے، تو میں

نے خیال کیا کہ قیامت قائم ہوگئی تو اس ہولناکی کی وجہ سے میرے بال سفید ہو گئے۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے نزع کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ اے روح اللہ! نزع کی کڑواہٹ ابھی تک بھی میرے حلق سے گئی نہیں۔ اس وقت ان کی موت پر چار ہزار سال سے زیادہ عرصہ گزرا تھا۔ انہوں نے لوگوں سے فرمایا کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کریں کہ آپ نبی ہیں۔ تو بعض آپ پر ایمان لے آئے اور بعض نے یہ کہہ کر جھٹلایا کہ یہ جادو ہے۔[۱۵]

۴۔ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾[۱۶]

"اور تو نہ سمجھ ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس کھاتے پیتے"

یعنی شہداء اس وقت زندہ ہیں۔ گویا کہ ان کو ثواب پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا ہے ۔ یہ قول اکثر مفسرین کا ہے۔ اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان برداروں کو قبروں میں ثواب پہنچتا ہے۔ ﴿بل أحياء﴾ میں ان کے زندہ ہونے اور ان کو رزق دیئے جانے کی دلیل ہے اور رزق تو صرف زندہ ہی کھاتا ہے۔[۱۷]

ایک اشکال اور اس کا جواب :

اگر سوال اٹھایا جائے کہ ہم تو مشاہدہ کرتے ہیں کہ قبروں میں رکھی ہوی لاشیں جوں کہ توں مردہ ہوتی ہیں، تو تمہارا کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

جواب: زندگی کے لیے نہ تو شواہد کا ہونا شرط ہے اور نہ یہ ممتنع ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم کے ذرات اور اجزاء کو سمیٹے اور اکٹھے کیے بغیر اس میں زندگی پیدا فرما دے۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ ان کو اس حالت میں زندہ کرتے رہے جب کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔[۱۸]

۵۔ ﴿فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾[۱۹]

"خوشی کرتے ہیں اس پر جو دیا اللہ نے ان کو اپنے فضل سے اور خوش وقت ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی تک نہیں پہنچے ان کے پاس ان کے پیچھے سے اس واسطے کہ نہ ڈر ہے ان پر اور نہ ان کو غم۔"

شہداء کی ارواح قبروں میں ان کو واپس کر دی جاتی ہے اور وہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں جس طرح کہ کافروں کو ان کی قبروں میں زندہ کیا جاتا ہے اور ان کو عذاب دی جاتی ہے۔ مجاہد نے کہا ہے کہ ان کو جنت کے میوے دیئے جاتے ہیں یعنی وہ جنت کی لذت لیتے ہیں حالانکہ وہ اس میں ہوتے نہیں۔[۲۰]

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت، فضل اور احسان عذاب اور سزا کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہلِ عذاب کو عذاب دینے کے لیے قیامت سے پہلے زندہ کر کے فرمایا ہے: ﴿مِّمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا﴾[۲۱] اس میں "ف" تعقیب کے لیے ہے، اور عذاب زندگی سے مشروط ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے: ﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا﴾[۲۲] جب اہلِ عذاب کو عذاب دینے کے واسطے قیامت سے پہلے زندہ کیا تو ثواب اور نعمتوں کے واسطے اہلِ ثواب کو زندہ کرنا زیادہ قرینِ قیاس ہے۔[۲۳]

﴿وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ﴾ وہ لوگ جو ان سے ابھی ملے نہیں تو لا محالہ وہ دنیا میں ہوں گے، تو دنیا میں ہونے والوں کی طرف سے بشارت لازمی طور پر قیامت سے پہلے ہو گی، اور استبشار کے لیے زندگی کا ہونا لازم ہے، تو یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ روزِ قیامت سے پہلے زندہ ہوں گے۔[۲۴]

۶۔ ﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ﴾[۲۵]

"وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر مقرر کر دیا ایک وقت اور ایک مدت مقرر ہے اللہ کے نزدیک پھر بھی تم شک کرتے ہو۔"

پہلی اجل پیدائش سے موت تک ہے اور دوسری اجل موت اور حشر کے درمیان کی مدت ہے جو کہ برزخ ہے۔[۲۶] ﴿أَجَلٌ مُّسَمًّى﴾ سے مراد موت کے وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے تک ہے جو کہ برزخ ہے۔ یہ مدت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ بندہ جب اپنے رب سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی پہلی عمر میں جتنی چاہے برزخ کی بنسبت زیادتی فرماتا ہے اور اگر بندہ نافرمانی کرتا ہے اور صلہ رحمی توڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پہلی یعنی دنیا کی عمر میں جتنی چاہے کمی کر کے برزخ کی عمر بڑھا دیتا ہے۔[۲۷] حسن، قتادہ اور ضحاک نے کہا ہے کہ پہلی اجل ولادت سے موت تک ہے اور دوسری اجل موت سے حشر تک ہے جو کہ برزخ ہی ہے۔[۲۸]

۷۔ ﴿وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾[۲۹]

"اور اگر تو دیکھے جس وقت کہ ظالم ہوں موت کی سختیوں میں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں آج تم کو بدلے میں ملے گا ذلت کا عذاب اس سبب سے کہ تم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔"

ان لوگوں سے یہ خطاب موت کے وقت کا ہے۔ فرشتوں نے ان کو خبر دی اور وہ سچ بولنے والے ہوتے ہیں ، کہ اس وقت ان کو ذلت والا عذاب دیا جائے گا۔ اگر ان سے یہ عذاب دنیا کے اختتام تک مؤخر کر دیا جائے تو یہ کہنا صحیح نہ ہو گا کہ اس وقت ان کو ذلت والا عذاب دیا جائے گا۔[۳۰]

۸۔ ﴿وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ﴾[۳۱]

"اور وہی ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا ایک شخص سے پھر ایک تو تمہارا اٹھکانہ ہے اور ایک امانت رکھے جانے کی جگہ البتہ ہم نے کھول کر سنا دیئے پتے اس قوم کو جو سوچتے ہیں"

حسن فرماتے تھے کہ مستقر سے مراد قبر ہے اور مستودع سے مراد دنیا ہے۔[۳۲]

۹۔ ﴿ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾[۳۳]

"اور بعضے تمہارے گرد کے گنوار منافق ہیں اور بعض لوگ مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا ہم کو وہ معلوم ہیں ان کو ہم عذاب دیں گے دو بار پھر وہ لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف"

دو مرتبہ عذاب دینے سے مراد یہ ہے کہ ایک مرتبہ موت کے وقت اور ایک مرتبہ قبر میں۔[۳۴]
یعنی ایک عذاب بھوک ہے اور دوسرا عذاب قبر میں۔ [۳۵]یعنی عنقریب ہم ان منافقوں کو دو دفعہ عذاب دیں گے ، ایک دفعہ دنیا میں اور دوسری دفعہ قبر میں۔[۳۶]

۱۰۔ ﴿فَأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ﴾[۳۷]

''سو جو لوگ بدبخت ہیں وہ تو آگ میں ہیں ان کو وہاں چیخنا ہے اور دھاڑنا ہمیشہ رہیں اس میں جب تک رہے آسمان اور زمین مگر جو چاہے تیرا رب بے شک تیرا رب کر ڈالتا ہے جو چاہے۔

اس آیت میں استثناء سے دونوں فریقوں یعنی اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کی دنیا کی عمریں اور جنت یا دوزخ میں جانے سے پہلے موت اور حشر کے درمیان برزخ مراد ہے۔ یعنی ان مدتوں کے علاوہ ہمیشہ یا آگ میں ہوں گے اور یا جنت میں۔[۳۸] وہ زمانہ مستثنیٰ ہے جو انہوں نے میدانِ حشر میں حساب کے لیے گزارا ہے اس لیے کہ اس آیت کی ظاہر کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس دن یا دنیا میں قیام کے دوران اور برزخ میں بھی آگ میں ہوں گے۔[۳۹]

۱۱۔ ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا , وَفِي الْآخِرَةِ﴾[۴۰]

''مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔''

آخرت سے مراد قبر ہے۔[۴۱] سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن جب مر جائے تو اسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اور اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ اسے ثابت قدم کرے گا اور وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرا نبی سیدنا محمد ﷺ ہے۔ اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی۔[۴۲]

۱۲۔ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾[۴۳]

''اور ہم نہیں اترتے مگر حکم سے تیرے رب کے اسی کا ہے جو ہمارے آگے ہے اور ہمارے پیچھے اور جو اس کے بیچ میں ہے اور تیرا رب نہیں ہے بھولنے والا''

یہ قول سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا ہے جس وقت بعض وحی میں تاخیر سے نازل کی گئی تو نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دیر ہونے کی وجہ سے میں آپ کا مشتاق تھا تو سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے

فرمایا کہ ہم تو صرف آپ کے رب کے حکم سے اترتے ہیں۔﴿له ما بين أيدينا﴾ اسی کے لیے وہی کچھ ہے جو ہمارے سامنے ہیں یعنی آخرت کے امور، ﴿وما خلفنا﴾ جو ہمارے پیچھے ہیں یعنی جب ہم آخرت میں ہوں گے تو دنیا کے امور، اور کلبی نے کہا ہے کہ ﴿وما بين ذلك﴾ یعنی برزخ۔[۴۴] قتادہ، اور مقاتل نے بھی کہا ہے کہ اس سے مراد صور کے دو پھونکوں کے درمیان کا وقت ہے جن کے درمیان ۴۰ سال کی مدت ہے۔[۴۵]

۱۳ - ﴿ومن أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي ، فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا﴾[۴۶]

"اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی"

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبر اس پر تنگ ہو جائے گا یہاں تک کہ اس کی پھسلیاں ایک دوسرے میں گُھس جائیں گی۔[۴۷]

۱۴- ﴿وَمِنْ وَرائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾[۴۸]

" اور ان کے پیچھے پردہ ہے اس دن تک کہ اٹھائے جائیں۔"

اللہ تعالیٰ مشرکوں کی طرف سے واپسی کا التجاء ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ ان کے اور دنیا کو واپسی کے درمیان میں ایک مانع اور رکاوٹ موجود ہے جو قیامت کے دن کے قائم رہے گا۔[۴۹]

امام قرطبی[۵۰] فرماتے ہیں کہ ﴿ وَمِنْ وَرائِهِمْ بَرْزَخٌ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے آگے کی طرف، سامنے اور پیچھے حائل موجود ہے یعنی موت اور حشر کے درمیان برزخ موجود ہے۔[۵۱]

۱۵- ﴿وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهَذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلَكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾[۵۲]

"اور کہیں گے جن کو ملی ہے سمجھ اور یقین تمہارا ٹھہرنا تھا اللہ کی کتاب میں جی اٹھنے کے دن تک سو یہ ہے جی اٹھنے کا دن پر تم نہیں جانتے تھے۔"

سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ یہ لوگ قیامت کے دن تک برزخ میں رہیں گے۔[۵۳]

۱۶- ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾[۵۴]

"اور البتہ چکھائیں گے ہم ان کو تھوڑا عذاب ورے اس بڑے عذاب سے تاکہ وہ پھر آئیں۔"

اس سے مراد قبر کا عذاب اور دنیا کی عذاب ہے۔[55] اس آیت سے ایک جماعت جن میں سے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی ہے، نے عذابِ قبر پر استدلال کیا ہے۔

ایک علمی نکتہ:

واضح رہے کہ دنیا میں یہ عذاب ان کی کفر سے رجوع کے لیے ہے تو قبر میں عذاب دینے میں یہ مصلحت نہیں ہے۔

تو سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے ترجمان القرآن اور حبر الامۃ سے یہ نکتہ مخفی نہیں تھا لیکن جس نے قرآن کریم اور اس کی باریکیوں میں تفقہ حاصل کیا تو انہوں نے اس سے عذابِ قبر مراد لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دو عذاب رکھے ہیں ایک ادنیٰ اور ایک بڑا، تو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ان کو بعض عذابِ ادنیٰ دے گا تاکہ یہ لوگ کفر سے باز آجائیں۔ یہ دلالت کرتی ہے کہ ان کا بعض عذابِ ادنیٰ ابھی باقی ہے جو دنیا کے بعد دیا جائے گا اس لیے "من العذاب الأدنی" فرمایا اور "ولنذیقنھم العذاب الأدنی" نہیں فرمایا۔

اس کی نظیر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ کافر کے لیے جہنم سے کھڑکی کھول دی جائے گی جس سے بعض گرمی اور بدبو آئے گی۔ تو فرمایا: "من حرھا وسمومھا" اور "حرھا وسمومھا" نہیں فرمایا اس لیے کہ قبر میں اسے جو عذاب دیا گیا وہ بعض حصہ ہے اور جو باقی ہے وہ بہت زیادہ ہے۔[56]

۱۷۔ ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ﴾[57]

"اور پھونکی جائے صور پھر تبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف پھیل پڑیں گے۔"

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور قتادہ فرماتے ہیں کہ "الْأَجْدَاث" سے مراد قبریں ہیں۔[58]

۱۸۔ ﴿قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا﴾[59]

"کہیں گے اے خرابی ہماری کس نے اٹھا دیا ہم کو ہماری نیند کی جگہ سے۔"

مرقد سے ان کا مطلب ان کی وہی قبریں ہیں جو دنیا میں یہ لوگ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان سے حشر کے لیے نہیں اٹھائے جائیں گے۔[60]

۱۹۔ ﴿ ونُفِخَ في الصُّور فَصَعِق مَن في السَّماوات ومَن في الْأَرضِ إلّا مَن شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نفخ فيه أُخرى فَإذَا هم قيام ينظُرون﴾[۶۱]

"اور پھونکا جائے صور میں پھر بے ہوش ہو جائے جو کوئی ہو آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے دوسری بار تو فوراً وہ کھڑے ہو جائیں ہر طرف دیکھتے۔"

حسن فرماتے ہیں کہ ان دونوں نفخات کے درمیان چالیس سال کا عرصہ ہو گا۔[۶۲]

اشکال دوم:

اگر سوال اٹھایا جائے کہ اس وقت قبریں کہاں ہوں گی نفخہ صور نے تو پہاڑ سے بھی روئی بنایا ہو گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ تمام اجزاء کو اس جگہ جمع فرمائے گا جس جگہ یہ دفن کیا جا چکا تھا اور اس جگہ سے یہ بندہ اٹھ جائے گا۔[۶۳]

۲۰۔ ﴿قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتين وأَحْيَيتنا اثْنَتين فَاعترفْنَا بذُنوبنا فَهل إلَى خروجٍ من سبيلٍ﴾[۶۴]

"لوگ کہیں گے اے ہمارے رب تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا دوبار، اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے، پھر اب بھی ہو نکلنے کو کوئی راہ۔"

پہلی موت تو یہ ہے کہ آدمی کا نطفہ اس کی جسم سے جدا ہو کر عورت کی رحم میں چلی جائے، جسم سے جدا ہو جانے کے وقت سے روح پھونکے جانے کے وقت تک بے جان ہوتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس میں روح پھونک کر زندہ کر دیتے ہیں۔ پھر زندگی بسر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ دوبارہ اس کی روح قبض کر دیتا ہے۔ یہ دوسری موت ہے اور یہ مردہ صور پھونکے جانے کے وقت تک بزرخ میں ہوتا ہے۔ پھر جسم میں روح کو دوبارہ ڈالے جانے سے حشر کے لیے زندہ کیا جائے گا۔ یہ دو موت اور دو زندگیاں ہو گئیں۔[۶۵]

۲۱۔ ﴿ النَّار يعرضُون علَيها غُدُوًّا وعَشيًّا ويوم تَقُوم السَّاعَةُ أَدْخلُوا آلَ فرعَون أَشدَّ الْعذَاب﴾[۶۶]

"وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن قائم ہو گی قیامت حکم ہو گا داخل کرو فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں۔"

جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ یہ عرض برزخ میں ہوگی۔ بعض اہلِ علم نے ﴿ النَّـــار يعرضَـــونَ عَلَيْهَـــا غُـــدُواً وعَشـــيا﴾ سے دنیا کی قیام تک عذابِ قبر کے اثبات پر استدلال کیا ہے۔ اسی طرح مجاہد، عکرمہ، مقاتل اور محمد بن کعب نے اس آیت سے دنیا کی قیام تک عذابِ قبر کے اثبات پر استدلال کیا ہے۔ اس لیے کہ آخرت کے عذاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ ويوم تقوم السَّاعةُ أَدْخلوا آلَ فرعونَ أَشدَّ الْعذَاب﴾[٦٧]

۲۲۔ ﴿ وإنَّ للَّذين ظَلَموا عذَابًا دونَ ذَلكَ ولَكنَّ أَكْثَرهم لَا يعلَمونَ﴾[٦٨]

"اور ان گناہگاروں کے لیے عذاب ہے اس سے ورے لیکن ان میں سے اکثر جانتے نہیں۔"

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عذابِ قبر قرآنِ کریم میں مذکور ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جن لوگوں نے کفر کی سبب اپنے آپ پر ظلم کیا ہے تو ان کے لئے قیامت کے ہولناک دن کی عذاب کے علاوہ قبر یعنی عالمِ برزخ کا عذاب بھی ہے۔[٦٩] اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اس عذاب سے دنیا میں قتل وغیرہ مراد لیا جائے اور یہ احتمال بھی ہے کہ اس سے برزخ مراد لیا جائے۔ اور برزخ کا عذاب مراد لینا زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ ان میں سے بہت سے لوگ مر چکے تھے اور ان کو دنیا میں کوئی عذاب نہیں دیا گیا تھا۔ اس کا زیادہ مناسب مطلب یہ ہے کہ ان میں سے جو لوگ دنیاوی عذاب کے بغیر مر چکے ہیں تو ان کو برزخ میں عذاب دیا جائے گا اور جو لوگ اس وقت زندہ ہیں تو ان کو دنیا میں قتل وغیرہ کا عذاب دیا جائے گا۔ یہ آیت دنیا اور آخرت میں ان کی عذاب پر وعید ہے۔[٧٠]

۲۳۔ ﴿ممَّا خَطيئَاتهِم أُغْرِقُوا فَأُدْخلُوا نَارًا﴾[٧١]

"کچھ وہ اپنے گناہوں سے دبائے گئے پھر ڈالے گئے آگ میں۔"

اس میں "ف" تعقیب کے لیے ہے۔ یعنی غرق کیے جانے کے بعد آگ میں داخل ہو گئے۔ یہ آیت عذابِ قبر پر دلالت کرتی ہے۔[٧٢]

جب عذابِ قبر ثابت ہو گیا تو ثوابِ قبر ماننا بھی لازم ہے اس لیے کہ عذاب تو بندے پر اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور ثواب اللہ تعالیٰ پر بندے کا حق ہے۔ ثواب کے مقابلے میں عذاب کا اسقاط بہتر ہے تو قبر میں جب عذاب کو لازم قرار پایا تو ثواب کا لازم کرنا زیادہ مناسب ہے۔[٧٣]

۲۴۔ ﴿وإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ- يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ- وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ﴾[۷۴]

"اور بے شک گنہگار دوزخ میں ہیں۔ڈالے جائیں گے اس میں انصاف کے دن اور نہ ہوں گے اس سے جدا ہونے والے۔،،

اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ پہلے بھی اس آگ سے بالکل محفوظ نہ تھے بلکہ قبروں میں اس کی تپش پالیتے تھے۔[۷۵]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ بنی آدم کے لیے تین حالات ہوتے ہیں:

حالت زندگی:

جس میں اس کا عمل محفوظ کیا جاتا ہے، آخرت کی حالت جس میں اسے بدلہ دیا جاتا ہے اور برزخ کی حالت جو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:﴿وما هم عنها بغائبين﴾[۷۶]

۲۵۔ ﴿ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾[۷۷]

"اے وہ جی جس نے چین پکڑ لیا، پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر شامل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں۔،،

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین نے ان آیات سے استدلال کیا ہے کہ دنیا سے رخصت ہونے کے وقت بندہ سے یہ کہا جائے گا۔ اور جو لوگ کہتے ہیں کہ آخرت میں اسے یہ کہا جائے گا تو یہ اس کی منافی نہیں ہے اس لیے موت کے وقت بھی اسے یہ کہا جائے گا اور حشر کے وقت بھی کہا جائے گا۔ یہ انہی بشارتوں میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾[۷۸]

تو یہ نازل ہونا موت کے وقت بھی ہوگا، قبر میں بھی ہوگا اور حشر کے وقت بھی، اور آخرت کی پہلی بشارت موت کے وقت ہوتی ہے۔[۷۹]

۲۶۔ ﴿ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ﴾[۸۰]

"غفلت میں رکھا تم کو بہتات کی حرص نے یہاں تک کہ جادیکھیں قبریں،،

یعنی تم مقبرہ کو پہنچ گئے اور اس میں دفن کیے گئے۔ اس آیت میں عذابِ قبر کی صحت کی دلیل ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دار کیا ہے کہ جس قوم کو مال کی کثرت نے دھوکے اور غفلت میں رکھا ہے تو قبروں میں جو کچھ ہے وہ جا کر عنقریب جان لیں گے۔ یہ ان کے لیے وعید اور ڈانٹ ہے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ہم عذابِ قبر میں شک کرتے تھے یہاں تک کہ عذابِ قبر کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔[۸۱]

نتیجہ بحث:

نصوص بالا کی مجموعی مفہوم کو مد نظر رکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرکین کی ارواح صبح وشام جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ یہ عذاب ہر وقت جاری اور باقی رہتا ہے یا نہیں؟ یا یہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے یا جسم کو بھی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو مدینے شریف میں کرایا گیا ہے اور آپ ﷺ نے اسے بیان فرمادیا۔ پس حدیث و قرآن کو ملا کر حاصل یہ ہوا کہ عذاب وثواب قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ ابن تیمیہ، عبد الحلیم بن عبد السلام، محدث، امام، مفسر، فقیہ، حافظ، مجتہد، حنبلی، صاحب التصانیف ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ کو حران (دمشق) میں پیدا ہوئے۔ والد نے ان کو دمشق منتقل کیا۔ علم و تقویٰ میں شہرت حاصل کرنے کی وجہ سے بعض معاصرین ان سے بغض رکھتے تھے۔ ایک مدت تک مشق کے قلعہ میں جیل کاٹنا پڑا۔ دمشق کے قلعہ میں ۲۲ ذی القعدہ ۷۲۸ھ کو وفات پا گئے۔ ان کی نمازِ جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار آدمی شریک ہوئے۔ [الاعلام ۱: ۱۴۴، زرکلی، خیر الدین بن محمود بن محمد، دار العلم للملایین، ۲۰۰۲ء، ثلاث تراجم نفیسۃ للائمۃ الاعلام ۱: ۲۱۔۲۷، امام ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، دار ابن الاثیر، کویت، ۱۴۱۵ھ]

۲۔ مجموع الفتاوی ۳: ۱۴۵، امام ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ، دار الوفاء، ۱۴۲۶ھ

۱۳۔ بن قیم، محمد بن ابی بکر بن ایوب زرعی، دمشقی، فقیہ، اصولی، مفسر، کثیر التصانیف، نحوی ۶۹۱ھ میں پیدا ہوئے۔ قاضی تقی الدین سلیمان، فاطمہ بنت جوہر، عیسیٰ مطعم، ابن تیمیہ اور ابو بکر بن عبد الدائم سمیت ایک کثیر جماعت سے علم حاصل کیا۔ ابن تیمیہ کی مصاحبت کو لازم رکھا۔ ان کے ساتھ جیل کی صعوبتیں برداشت کی۔ جمعرات کی شب ۱۳ رجب ۷۵۱ھ کو وفات پاگئے۔ [الاعلام ۶: ۵۶' المقصد الارشد فی ذکر اصحاب الامام احمد ۲: ۳۸۴، امام برہان الدین، ابراہیم بن محمد، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۱۰ھ]

۱۴۔ لروح ۱: ۶۳، ابن قیم، محمد بن ابی بکر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۵ھ

۱۵۔ لتعریفات ۱: ۶۳، تعریف: ۲۷۹، علی بن محمد بن علی جرجانی، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ

۶۔ التوقیف علی مہمات التعاریف ۱: ۱۲۴، محمد عبد الرؤف مناوی، دار الفکر المعاصر، بیروت، ۱۴۱۰ھ

۷۔ لسان العرب ۳: ۸، ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور، دار صادر، بیروت

۸۔ لتوقیف علی مہمات التعاریف ۱: ۵۷۱

9۔ سورۃ البقرۃ ۲ : ۲۸

۱۰۔ جامع البیان ۱: ۴۵۰، ابن جریر، محمد بن جریر بن یزید، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ

۱۱۔ سورۃ البقرۃ ۲: 154

۱۲۔ جامع البیان ۳: ۲۱۴، نص: ۲۳۱۷

۱۳۔ تفسیر قرطبی ۳: ۱۷۲:۲، امام قرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ

۱۴۔ سورۃ آل عمران ۳: ۴۹

۱۵۔ تفسیر قرطبی ۴: ۹۵

۱۶۔ سورۃ ال عمران ۳: ۱۶۹

۱۷۔ تفسیر قرطبی ۴: ۲۶۹

۱۸۔ تفسیر مفاتیح الغیب ۴: ۱۲۵، امام فخر الدین رازی، محمد بن عمر، دار احیاء التراث العربی، بیروت

۱۹۔ سورۃ آل عمران ۳: ۱۷۰

۲۰۔ تفسیر قرطبی ۴: ۲۶۹

۲۱۔ سورۃ نوح ۷۱: ۲۵

۲۲۔ سورۃ غافر ۴۰: ۴۶

۲۳۔ مفاتیح الغیب ۹: ۴۲۶]

۲۴۔ مفاتیح الغیب ۹: ۴۲۶

۲۵۔ سورۃ الانعام ۶: ۲

۲۶۔ تفسیر مفاتیح الغیب 12: 481

۲۷۔ تفسیر قرطبی ۹: ۳۳۱

۲۸۔ تفسیر بغوی ۳: ۱۲۷، امام بغوی، حسین بن مسعود، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۱۷ھ

۲۹۔ سورۃ الانعام ۶: ۹۳

۳۰۔ الروح ۱: ۸۴

۳۱۔ سورۃ الانعام ۶: ۹۸

۳۲۔ جامع البیان ۱۱: ۱۷۵، نص: ۱۳۶۵۹، از حسن

۳۳۔ سورۃ التوبۃ ۹: ۱۰۱

۳۴۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان ۳: ۵۱۴، ابو حسین، مقاتل بن سلیمان بن بشیر، دار الکتب العلمیہ،
بیروت، ۱۴۲۴ھ

۳۵۔ تفسیر ابن ابی حاتم ۶: ۱۸۷۱، از ابی مالک، ابن ابی حاتم، مکتبۃ، صیدا

۳۶۔ جامع البیان ۱۴: ۴۴۱

۳۷۔ سورۃ ہود ۱۱: ۱۰۶، ۱۰۷

۳۸۔ تفسیر بغوی ۴: ۲۰۱

۳۹۔ تفسیر بیضاوی ۳: ۲۶۳، امام بیضاوی، عمر بن محمد، دار الفکر، بیروت

۴۰۔ سورۃ ابراہیم ۱۴: ۲۷

۴۱۔ تفسیر عبد الرزاق ۲: ۲۴۵، نص: ۱۴۰۹، از قتادہ، عبد الرزاق بن ہمام، دار الکتب العلمیہ، بیروت

۴۲۔ جامع البیان ۱۶: ۵۹۸، نص: ۱۷۷۰۲، از سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

۴۳۔ سورۃ مریم ۱۹: ۶۴

۴۴۔ تفسیر ابن ابی زمنین ۱: ۴۰۶، ابو عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ بن ابی زمنین، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ
والنشر، ۱۴۲۳ھ

۴۵۔ معانی القرآن للنحاس ۴: ۳۴۴، ابو جعفر، احمد بن محمد بن اسماعیل، جامعۃ ام القریٰ، ۱۴۰۹ھ ، تفسیر قرطبی ۱۱: ۱۲۹

۴۶۔ سورۃ طٰہٰ ۲۰: ۱۲۴

۴۷۔ جامع البیان ۱۸: ۳۹۳

۴۸۔ سورۃ المؤمنون ۲۳: ۱۰۰

۴۹۔ جامع البیان ۱۹: ۷۰، ابن جریر، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ

۵۰۔ ابو عبد اللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرح اہلِ قرطبہ کے کبار مفسرین میں سے ہیں۔ انتہائی عبادت گزار تھے۔ مشرق میں مصر کو ہجرت کر کے منیہ ابن خصیب نامی علاقہ میں رہائش اختیار کی۔ حد درجہ سادگی اختیار کرتے تھے۔ ۶۷۱ھ میں وفات پا گئے۔ [الاعلام ۵: ۳۲۲]

۵۱۔ تفسیر قرطبی ۱۲: ۱۵۰، از ضحاک، مجاہد و ابن زید، امام قرطبی، ابو عبد اللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ

۵۲۔ سورۃ الروم ۳۰: ۵۶

۵۳۔ در منثور ۱۱: ۶۱۲، سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، دار ہجر، مصر، ۱۴۲۴ھ

۵۴۔ سورۃ السجدۃ ۳۲: ۲۱

۵۵۔ جامع البیان ۱۸: ۶۳۱، نص: ۲۸۵۱۸، از مجاہد

۵۶۔ الروح ۱: ۸۴

۵۷۔ سورۃ یٰس ۳۶: ۵۱

۵۸۔ جامع البیان ۲۰: ۵۳۱، تفسیر قرطبی ۱۵: ۴۰

۵۹۔ سورۃ یٰس ۳۶: 52

۶۰۔ تفسیر ابن کثیر ۶: ۵۸۱، ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ

۶۱۔ سورۃ الزمر ۳۹: ۶۸

۶۲۔ تفسیر قرطبی ۱۵: ۴۰

۶۳۔ مفاتیح الغیب ۲۶: ۲۹۱

۶۴۔ سورۃ غافر ۴۰: ۱۱

۶۵۔ جامع البیان ۱: ۴۲۳
۶۶۔ سورۃ غافر ۴۰: ۴۶
۶۷۔ تفسیر قرطبی ۱۵: ۳۱۹
۶۸۔ سورۃ الطور ۵۲: ۴۷
۶۹۔ جامع البیان ۲۲: ۴۸۷،۴۸۸
۷۰۔ الروح ۱: ۸۴
۷۱۔ سورۃ نوح ۷۱: ۲۵
۷۲۔ تفسیر قرطبی ۱۸: ۳۱۱،از قشیری 'تفسیر مفاتیح الغیب ۴: 126
۷۳۔ تفسیر مفاتیح الغیب ۴: 126
۷۴۔ سورۃ الانفطار ۸۲: ۱۴،۱۵، ۱۶
۷۵۔ تفسیر بیضاوی ۵: ۴۶۱' تفسیر کشاف ۴: ۷۱۷،زمخشری ،جاراللہ، محمود بن عمر،دارالکتاب العربی، بیروت،۱۴۰۷ھ
۷۶۔ تفسیر کشاف ۴: ۷۱۷
۷۷۔ سورۃ الفجر ۸۹: ۲۷،۲۸،۳۰،۲۹
۷۸۔ سورۃ فصلت ۴۱: ۳۰
۷۹۔ الروح ۱: ۹۳
۸۰۔ سورۃ التکاثر ۱۰۲: ۲
۸۱۔ جامع البیان ۲۴: ۵۸۰

فہرس مصادر و مراجع [*List of Bibliography*]

۱۔ قرآن کریم
۲۔ الاعلام،زرکلی، خیر الدین،بن محمود بن محمد،دارالعلم للملایین،۲۰۰۲ء
۳۔ تفسیر ابن ابی حاتم،ابن ابی حاتم، مکتبۃ،صیدا

۴۔ تفسیر ابن ابی زمنین ا: ۴۰۶، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ بن ابی زمنین، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر، ۱۴۲۳ھ
۵۔ تفسیر ابن کثیر، ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ
۶۔ تفسیر بغوی، امام بغوی، حسین بن مسعود، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، ۱۴۱۷ھ
۷۔ تفسیر بیضاوی، امام بیضاوی، عمر بن محمد، دارالفکر، بیروت
۸۔ تفسیر جامع البیان، ابن جریر، محمد بن جریر بن یزید، مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۰ھ
۹۔ تفسیر در منثور، سیوطی، عبدالرحمن بن ابی بکر، دار ہجر، مصر، ۱۴۲۴ھ
۱۰۔ تفسیر عبدالرزاق، عبدالرزاق بن ہمام، دارالکتب العلمیہ، بیروت
۱۱۔ تفسیر قرطبی، امام قرطبی، ابوعبداللہ، محمد بن احمد بن ابی بکر، دارالکتب المصریہ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ
۱۲۔ تفسیر کشاف، زمخشری، جاراللہ، محمود بن عمر، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۷ھ
۱۳۔ تفسیر معانی القرآن للنحاس، ابوجعفر نحاس، احمد بن محمد بن اسماعیل، جامعۃ ام القریٰ، ۱۴۰۹ھ
۱۴۔ تفسیر مفاتیح الغیب، امام فخر الدین رازی، محمد بن عمر، داراحیاء التراث العربی، بیروت
۱۵۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان، ابوحسین، مقاتل بن سلیمان بن بشیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ھ
۱۶۔ التعریفات، علی بن محمد بن علی جرجانی، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۰۵ھ
۱۷۔ التوقیف علی مہمات التعاریف ا: ۱۲۴، محمد عبدالرؤف مناوی، دارالفکر المعاصر، بیروت، ۱۴۱۰ھ
۱۸۔ ثلاث تراجم نفیسۃ للائمۃ الاعلام، امام ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، دارابن الاثیر، کویت،
۱۹۔ الروح، ابن قیم، محمد بن ابی بکر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۵ھ
۲۰۔ لسان العرب، ابن منظور، محمد بن مکرم بن منظور، دار صادر، بیروت
۲۱۔ مجموع الفتاوی، امام ابن تیمیہ، احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ، دارالوفاء، ۱۴۲۶
۲۲۔ المقصد الارشد فی ذکر اصحاب الامام احمد، امام برہان الدین، ابراہیم بن محمد، مکتبۃ الرشد، ریاض، ۱۴۱۰ھ